روزنامہ
ٹیلی فون نمبر: 213029
C.P.L 29
# الفضل
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web:http://www.alfazal.com
Email:editor@alfazal.com

ہفتہ 12 فروری 2005ء 2 محرم 1426 ہجری 12 تبلیغ 1384 ہش جلد 55-90 نمبر 33

## ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

وہ قادر جس کی قدرتوں کو غیر قومیں نہیں جانتیں قرآن کی پیروی کرنے والے انسان کو خدا خود دکھا دیتا ہے اور عالم ملکوت کا اس کو سیر کراتا ہے اور اپنے انا الموجود ہونے کی آواز سے آپ اپنی ہستی کی اس کو خبر دیتا ہے (۔) ہمارا مشاہدہ اور تجربہ اور ان سب کا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اس بات کا گواہ ہے کہ قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے اور ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے جیسا کہ اس نے لیکھرام پر ظاہر کیا اور اس کی موت ایسی حالت میں ہوئی کہ وہ خوب سمجھتا تھا کہ خدا نے اس کی موت سے (۔) سچائی پر مہر لگا دی۔ غرض اس طرح پر خدا اپنے زندہ تصرفات سے قرآن شریف کی پیروی کرنے والے کو کھینچتا کھینچتا قرب کے بلند مینار تک پہنچا دیتا ہے (۔) وہ دائمی راحت اور سرور جس کا فطرتاً انسان طالب ہے اور جس کے بغیر وہ جہنمی زندگی میں مبتلا ہے وہ کیونکر انسان کو حاصل ہو سکتا ہے جب تک اس کو اپنے ذاتی مشاہدہ سے یہ بھی خبر نہیں کہ خدا موجود بھی ہے اور کیونکر ایسی کتابوں سے جو محض قصوں کے رنگ میں ہیں وہ شیریں پھل مل سکتا ہے جو حقیقی معرفت کے نام سے موسوم ہے۔

اور یہ بھی ایک یقینی اور واقعی بات ہے کہ خدا کی راہ میں کوشش کرنے کے لئے امید کا پایا جانا بھی ضروری ہے جو شخص ایک بند کوٹھے میں یہ خیال کر کے کہ اس میں اس کا ایک عزیز ضرور مخفی ہے آواز دیتا ہے اور آواز پر آواز مارتا ہے کہ اے عزیز! میں حاضر ہوں تو باہر نکل اور مجھ سے ملاقات کر اور اس کو کوئی جواب نہیں ملتا تب وہ خیال کرتا ہے کہ شاید وہ سوتا ہے اور اس کے دروازہ پر صبر کر کے بیٹھتا ہے یہاں تک کہ جو سونے کا وقت اندازہ کیا جاتا ہے وہ بھی گزر جاتا ہے بلکہ اس کوٹھی میں اس بات کے کچھ بھی آثار ظاہر نہیں ہوتے کہ اس میں کوئی زندہ موجود ہے تب اس شخص کی امید آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے اور جب اندازہ اور تخمینہ سے وقت گزر جاتا ہے تب امید بکلی منقطع ہو جاتی ہے اور پھر وہ شخص اس دروازہ پر بیٹھنا لاحاصل جانتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اور ایک عمر گزارنے کے بعد بھی اس طرف سے کوئی آواز نہیں آتی اور زندہ خدا کے کوئی آثار اس پر ظاہر نہیں ہوتے تب اس کی تمام امیدیں پاش پاش ہو جاتی ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ ترقی کرے تنزل کی طرف جھکتا ہے یہاں تک کہ ایک دن دہریوں کے رنگ میں ہو جاتا ہے اس سے ثابت ہے کہ مبارک وہی کتاب ہے کہ جو اپنے تازہ نشانوں سے امید کو دن بدن بڑھاتی ہے اور خدا کے ملنے کے آثار ظاہر کرتی ہے۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 308)

## عزت والا کلام

حضرت عمر قبول اسلام سے قبل رسول کریم ﷺ کو قتل کرنے کے لئے پختہ ارادہ کے ساتھ گھر سے نکلے مگر راستہ میں اپنی بہن کے ہاں قرآن کریم کی چند آیات پڑھتے ہی بے اختیار کہہ اٹھے یہ کتنا خوبصورت اور عزت والا کلام ہے اور پھر رسول اللہ ؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

(اسد الغابہ جلد 4 ص 54)

## نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن لکھتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یکم فروری 2005ء کو قبل نماز ظہر بیت الفضل لندن میں درج ذیل نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائیں۔

## نماز جنازہ حاضر

### مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ

مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ مورخہ 29 جنوری 2005ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری کی ہمشیرہ اور حضرت حکیم محمد حسین قریشی رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔ آپ موصیہ تھیں۔ نمازوں کے علاوہ تہجد کی پابند، دعا گو اور نیک خاتون تھیں۔ آپ کے بیٹے مکرم ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کو نصرت جہاں سکیم کے تحت چار سال غانا میں اور پانچ سال نائیجیریا میں خدمت کا موقع ملا۔ مرحومہ نے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(باقی صفحہ 8 پر)

## نتیجہ مقابلہ بین المجالس 2003-04

### مجلس اطفال الاحمدیہ پاکستان

اول۔ مجلس اطفال الاحمدیہ ملیر کینٹ کراچی (علم انعامی کی حقدار قرار پائی)
دوم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ گلشن پارک لاہور
سوم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ ڈرگ روڈ کراچی
چہارم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کوٹ لکھپت لاہور
پنجم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ بشیر آباد حیدر آباد
ششم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ فیصل ٹاؤن لاہور
ہفتم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ رحمٰن پورہ لاہور
ہشتم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ سٹیل ٹاؤن کراچی
نہم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ راج گڑھ لاہور
دہم۔ مجلس اطفال الاحمدیہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

# عالم روحانی کے لعل و جواہر (نمبر 330)

## رسالہ ''الوصیت'' کے مایہ ناز کاتب اور آسمانی نشان کے شاہد

عالمی شہرت یافتہ رسالہ ''الوصیت'' امام الزماں حضرت اقدس مسیح موعود نے 20 دسمبر 1905ء کو سپرد قلم فرمایا اور حضور کے نہایت مخلص مرید حضرت چوہدری الہ داد صاحب آف ضلع شاہ پور (متوفی 27 مئی 1906ء) کے زیر انتظام 24 دسمبر 1905ء کو میگزین پریس قادیان دارالامان سے شائع کیا جس کے ساتھ ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان کا مرکزی ادارہ معرض وجود میں آیا۔ صدر انجمن کے قواعد وضوابط کے مطابق پہلی وصیت حضرت بابا محمد حسن صاحب (وفات 20 جولائی 1950ء) والد ماجد حضرت مولانا رحمت علی صاحب مبشر احمدیت، انڈونیشیا کی منظور کی گئی۔ اور بہشتی مقبرہ قادیان میں سب سے پہلے حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی اس مقدس سرزمین میں سپرد خاک کئے گئے۔ حضرت مسیح موعود نے جلسہ سالانہ 1905ء کے موقع پر 27 دسمبر کو صبح دس بجے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کی نعش مبارک جو امانتاً دفن کی گئی تھی کو مقبرہ بہشتی میں منتقل کیا گیا **اس طرح تحریک احمدیت کے اس برگزیدہ وجود سے اس آسمانی مقبرہ کا افتتاح عمل میں آیا۔**

رسالہ ''الوصیت'' کے تراجم متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں اور اس کی رہنمائی میں دنیا بھر کے متعدد ممالک میں ''نظام الوصیت'' اور مقابر کا قیام بھی حیرت انگیز طور پر نہایت برق رفتاری سے دکھلائی دے رہا ہے۔ جہاں تک اس رسالہ کی کتابت کا تعلق ہے اس کا موجودہ حسین ونفیس ایڈیشن تو منشی غلام جیلانی آف ننکانہ صاحب (وفات 14 جون 1992ء) خوشخطی کا بہترین نمونہ ہے مگر اس کے پہلے مایہ ناز اور تاریخی کاتب حضرت منشی کرم علی صاحب (بیعت 1897ء۔ وفات 15 دسمبر 1952ء) تھے جن کا اصل وطن لمبا نوانی تحصیل وضلع گوجرانوالہ تھا۔ آپ سلسلہ کے ممتاز خادم مہاشہ محمد عمر صاحب فاضل مربی سلسلہ (2 ستمبر 1968ء) کے خسر تھے۔ مہاشہ صاحب کے عقد میں آپ کی صاحبزادی امیر بیگم صاحبہ آئیں۔

حضرت قاضی ظہور الدین صاحب کے قلم سے حضرت منشی کرم علی صاحب کے روح پرور حالات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

ایک وقت تھا کہ قادیان میں نہ کوئی پریس تھا نہ کاتب۔ حضرت مسیح موعود کو اپنے مسودات طبع کرانے کے لئے امرتسر جانا پڑتا۔ بعض اوقات پا پیادہ ہی چل پڑتے۔ اس قسم کی دقتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے آخر قادیان پریس دستی قائم ہوگیا۔ ابتداء میں حضرت پیر سراج الحق نعمانی، حضرت پیر منظور صاحبان کتابت کی خدمات بجالاتے۔ امرتسری کاتب بھی۔ اس سلسلہ میں منشی کرم علی صاحب بھی آ پہنچے۔ اور قادیان کے ہو رہے غیر احمدی کاتب اول تو آتے ہی نہ تھے۔ پھر باوجود ڈبل اجرت اور کھانے وغیرہ کی امداد کے ٹھہرتے نہیں تھے۔ منشی کرم علی صاحب کا خط بہت شستہ تھا ریویو آف ریلیجنز اردو کی کتابت وہی کرتے تھے۔ **خط معکوس میں بھی ان کو قابل تعریف دسترس حاصل تھی۔ جس سے سنگسازی کی مشکلات حل ہوگئیں۔ میں نے دیکھا کہ حقیقۃ الوحی چھپ رہی تھی۔ چھاپنے والے مرزا اسماعیل بیگ تھے جو حضور کے بچپن کے خادم تھے پروف حضور نے جو ملاحظہ فرما کر واپس بھیجا۔ تو قریباً آدھا صفحہ عبارت بڑھادی۔ منشی صاحب نے بلا تکلف پتھر پر الٹا لکھا۔ چنانچہ جس خوبی سے یہ کام کیا گیا۔** حقیقۃ الوحی طبع اول کے صفحات سے فنی واقفیت والے دیکھ کر داد دے سکتے ہیں۔ پھر حضور کا منشاء تھا کہ چراغ الدین جمونی وغیرہ کی تحریروں کا عکس چھپے لاہور سے فوٹو کرانے میں کئی دقتیں تھیں۔ جلدی بھی تھی۔ منشی صاحب نے باریک کاغذ کاپی کے طور پر رنگ کرا کے اصل تحریر پر رکھ کر عکس لے لیا۔ اور یوں بلا خرچ بہت جلدی یہ کام بھی ہوگیا۔ منشی صاحب نے اپنے کئی شاگرد بھی تیار کئے بالخصوص منشی محمد حسین صاحب کاتب بدر جو آخری دم تک بدر اور الفضل لکھتے رہے اور سنگسازی بھی کرتے رہے۔ انہی کے فرزند احمد حسین نام آجکل الفضل کے ہیڈ کاتب ہیں لیتھو پریس میں اصلاح سنگ بہت ضروری ہے اور احمدیہ تصانیف واخبارات جن میں زیادہ حصہ قرآن مجید کی آیات واحادیث اور دینی معلومات کا ہوتا ہے۔ اس کی اصلاح یہی دو چار احمدی کر سکتے تھے۔ لاہور میں اب دقت پیش آ رہی ہے کاپی جواڑ جاتی ہے یا اس میں کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں تو اصلاح نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سنگساز دینیات عربی اور ہمارے لٹریچر سے ناواقف ہیں۔ اور وہ کچھ کا کچھ بنا دیتے ہیں اگر بنائیں۔ ورنہ اول تو بناتے ہی نہیں۔ جب ریویو اردو کا چارج مجھے دیا گیا تو منشی صاحب کی نظر کمزور ہو چکی تھی۔ اور ہاتھ مضبوط نہیں رہا تھا۔ اس لئے جب ان کو معلوم ہوا کہ میں کتابت کا کچھ اور انتظام کرنا چاہتا ہوں تو وہ بیرونی محلہ سے جہاں ایک معمولی سا مکان بنا لیا تھا۔ دفتر میں آئے اور پاس بیٹھ کر مجھے کہا۔ میری طرف دیکھئے۔ اور میری گزارش سنئے۔ میں نے بچشم

باقی صفحہ 8 پر

# اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

## سانحہ ارتحال

مکرم پروفیسر منور شمیم خالد صاحب۔ نائب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان لکھتے ہیں۔ ہمارے خاندان کی بزرگ خاتون محترمہ زینب خاتون صاحبہ اہلیہ ثانی مکرم بابو شیخ سلامت علی صاحب آف بھاٹی گیٹ لاہور مورخہ 17 دسمبر 2004ء کی صبح سوا نو بجے 93 سال کی عمر میں وفات پا کر مالک حقیقی کے حضور حاضر ہوگئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اسی روز مکرم وسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ نے بیت الکریم، ٹاؤن شپ لاہور میں پڑھائی۔ اور احمدیہ قبرستان لطیف فیروز پور روڈ لاہور میں تدفین عمل میں لائی گئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم منیر احمد صاحب ظفر، سیکرٹری مال جماعت سرے یو۔ کے نے دعا کروائی۔ مرحومہ ہمارے برادران مولانا مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل حال مقیم ٹورانٹو اور مکرم شیخ منیر احمد صاحب ظفر (حال مقیم سرے۔ یوکے) کی والدہ ماجدہ تھیں اور گزشتہ کچھ عرصہ سے اپنی چھوٹی بیٹی مبشرہ وقار صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب وقار، زعیم اعلیٰ مجلس انصاراللہ ٹاؤن شپ لاہور کے پاس مقیم تھیں۔ احباب کرام سے عاجزانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔ اپنی رضا کی جنت میں مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

## ولادت

مکرم پروفیسر رشید طارق صاحب جنرل سیکرٹری حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم رانا منظور احمد صاحب اور مکرمہ فریحہ منظور صاحبہ کو ایک بیٹے کے بعد مورخہ 15 جنوری 2005ء کو بیٹی سے نوازا ہے۔ بچی کا نام سبحانہ منظور تجویز ہوا ہے۔ بچی مکرم رانا مبارک احمد صاحب صدر حلقہ محاسب لاہور سیکرٹری مال ضلع لاہور اور محترمہ جمیلہ بیگم رانا صاحبہ صدر لجنہ نمبر 4 علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی پوتی ہے۔ نیز بچی محترم داؤد احمد صاحب سونگی صاحب مرحوم گوجرانوالہ کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک خادمہ دین اور لمبی عمر والی بناوے۔ آمین

## گمشدہ نقدی

ایک دوست کی کچھ نقدی کہیں گر گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس بارے میں علم ہو تو دفتر صدر عمومی میں اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

## سانحہ ارتحال

مکرم سید شبیر احمد ناصر صاحب محلہ مصطفی آباد (کریم نگر) فیصل آباد لکھتے ہیں۔ میرے والد محترم سید عبدالسلام شاہ صاحب (سابق معلم وقف جدید) مورخہ 6 فروری 2005ء کو لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ آپ کا جسد خاکی اسی روز بعد از دوپہر ربوہ لایا گیا۔ اور بعد نماز مغرب بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بعد ازاں موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی اور محترم صاحبزادہ صاحب نے ہی دعا کروائی۔ ان کے پسماندگان میں دو بیٹے مکرم سید عبدالکریم طاہر صاحب سیکرٹری مال رسالپور اور خاکسار سید شبیر احمد ناصر حلقہ کریم نگر فیصل آباد ہیں۔ احباب جماعت سے مرحوم کی بلندی درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کئے جانے کی دعا کی درخواست ہے۔

## درخواست دعا

مکرم چوہدری محمود احمد صاحب پاک بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں احباب جماعت سے جلد شفایابی کی درخواست دعا ہے۔

مکرم عطاء النور رانا صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور گلے کی تکلیف سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سے جلد شفایابی کی درخواست دعا ہے۔

## تبدیلی نام

مکرم عبدالسلام صاحب دارالرحمت شرقی الف لکھتے ہیں کہ میری بیٹی نے اپنا نام آصفہ بی بی سے تبدیل کر کے آصفہ سلام رکھ لیا ہے۔ لہٰذا اسے اب اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

## ضرورت نمائندہ مینیجر الفضل

ادارہ الفضل کو مخلص اور محنتی کارکن کی ضرورت ہے جو بطور انسپکٹر الفضل وصولی چندہ وتوسیع اشاعت الفضل کیلئے کام کر سکے۔ جماعتی نظام سے متعارف ہو اور اچھی دینی معلومات رکھتا ہو۔ تعلیمی قابلیت کم از کم ایف اے ہو۔ مورخہ 20 فروری 2005ء تک اپنی درخواست بمعہ تصدیق امیر صاحب/صدر صاحب دفتر الفضل میں بھجوادیں۔

(مینیجر الفضل)

پبلشر آغا سیف اللہ۔ پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے پچاس پیسے

مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے یہود

## مستشرقین کی حقیقت سے دور آراء اور اخذ کردہ غلط نتائج

### قسط پنجم آخر

اول تو ان کا یہ لکھنا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی معاہدہ ہوا تھا بالکل غلط ہے کیونکہ یہ صرف معلوم نہیں ہوتا بلکہ تمام معتبر تاریخی کتب سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ بنوقریظہ نے مسلمانوں سے یہ معاہدہ کیا تھا۔اور اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔اور ان کی دوسری بات کہ یہ واضح نہیں کہ معاہدے کی شرائط کی رو سے بیرونی حملے کی صورت میں بنوقریظہ کو کیا کرنا چاہئے تھا، یہ غلطی پہلی غلطی سے بھی بڑی غلطی ہے۔مناسب ہوگا کہ تاریخی حقائق کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیں۔سیرت ابنِ ہشام میں تفصیل سے میثاقِ مدینہ کی شرائط درج ہیں۔بیرونی حملے کی صورت میں معاہدے کے شرکاء کا کیا طرزِ عمل ہونا چاہئے، یہ بھی معاہدے میں بڑی وضاحت سے طے ہوا تھا۔سیرت ابنِ ہشام میں درج ان شرائط سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

کوئی مشرک قریش میں سے کسی کو جان ومال کی پناہ نہیں دے گا اور نہ مسلمان کے مقابلے میں اس کی حمایت کرے گا۔

یہودی بھی اپنا مال جس وقت لڑیں گے مسلمانوں کے ساتھ خرچ کریں گے۔

اور بے شک یہود کا خرچ ان کے ذمے ہے اور مسلمانوں کا خرچ ان کے ذمے ہے۔

اور ان پر یہ بات لازم ہے کہ اس عہد نامہ کے شریکوں میں سے جس کو جنگ درپیش ہوگی سب اس کی مدد کریں گے۔

(سیرت ابن ہشام جلد 1 ص 338-339)

نہ معلوم واٹ صاحب پر یہ بات مشتبہ کیوں ہو رہی ہے کہ، مدینہ پر مشرکین کے حملے کے موقع پر معاہدے کی رو سے بنوقریظہ کے کیا فرائض بنتے تھے۔صاف سی بات ہے کہ ان کا فرض تھا کہ قریش کی کسی قسم کی مدد نہ کرتے، مدینہ کے دفاع کے لئے مسلمانوں کی ہر قسم کی مدد کرتے اور دفاع کے واسطے اپنا مال بھی خرچ کرتے۔لیکن انہوں نے عملاً یہ کیا کہ حملہ آوروں سے سازباز کی، بڑی بے شرمی سے اس وقت معاہدہ توڑنے کا اعلان کیا، جب مسلمان ہر طرف سے گھر چکے تھے۔پھر حملہ آوروں سے مل کر سازش کی کہ ان کو مدینہ پر حملہ کرنے کا راستہ دیا جائے گا اور بنوقریظہ ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کا قتلِ عام کریں گے۔بلکہ سب سے پہلے عورتوں اور بچوں پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور اس کے لئے جاسوسی کا کام شروع بھی ہوگیا۔ایک نظر ان حقائق پر ڈالیں اور ایک نظر واٹ صاحب کی تحریر پر ڈالیں۔کس دیدہ دلیری سے سچائی کا خون کرکے، بنوقریظہ کی کارستانیوں پر پردہ ڈالا جارہا ہے۔

اب دیکھتے ہیں کہ ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب میں بنوقریظہ کے واقعہ پر کیا تبصرہ کیا ہے۔اس واقعہ کو لکھتے ہوئے ،ان کی تحریر ڈرامائی انداز اختیار کر لیتی ہے۔اور اِس میں ٹھوس تاریخی حقائق کے بیان کی بجائے وہ رنگ ڈھنگ نمایاں ہوکر سامنے آجاتا ہے جو بالعموم غیر معیاری اخباروں کا ہوتا ہے۔مثلاً وہ جب اس مرحلے پر پہنچتے ہیں جب حضرت سعد بن معاذؓ اپنا فیصلہ سنا رہے تھے تو اس طرح منظر کشی کرتے ہیں کہ اس وقت بنوقریظہ کے مردوں کے چہروں پر مایوسی چھائی تھی، بنوقریظہ کی عورتوں اور چھوٹے بچوں کے چہرے خوف کی وجہ سے زرد ہو رہے تھے اور مسلمان یہ سوچ رہے تھے کہ جب ان کے خلاف فیصلہ ہو جائے گا تو ہم ان کے اموال پر قبضہ کریں گے۔میور صاحب تاریخی حقائق کے بجائے اپنے تخیلات سے منظر کشی کر رہے ہیں۔تاریخی روایات میں تو ظاہر ہے کہ یہ نہیں لکھا کہ اس وقت مسلمان کیا سوچ رہے تھے اور نہ یہ سوچیں تاریخی روایات میں آسکتی تھیں۔میور صاحب کو یہ کہاں پتا چل گیا کہ اسوقت مسلمان کیا سوچ رہے تھے۔اور نہ تاریخی روایات میں یہ درج ہے کہ اسوقت بنوقریظہ کی عورتوں اور بچوں کے رنگ خوف سے زرد ہو رہے تھے یا اپنی قوم کی غداری کا سوچ کر سرخ ہو رہے تھے۔بہتر ہوتا کہ میور صاحب ٹھوس تاریخی روایات پر بنیاد رکھ کر کوئی علمی بحث اٹھاتے۔اس کے بعد وہ ایک طرف تو تسلیم کرتے ہیں کہ بنوقریظہ نے غداری کی تھی اور دوسری طرف وہ سخت الفاظ میں حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے پر اعتراض کرتے ہیں۔اور اس کو monstrous cruelty یعنی بہیمانہ ظلم اور دامن پر ایسا بدنما داغ قرار دیتے ہیں جسے دھویا نہیں جا سکتا۔ان کے اس تبصرے کا جائزہ لینے کے لئے دو پہلوؤں کو مدِنظر رکھنا ضروری ہے ایک تو یہ کہ جس مذہب کا وہ پرچار کرتے تھے، اس کی مقدس کتاب میں اس صورتِ حال میں مجرموں کے لئے کیا سزا تجویز کی گئی ہے۔اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ جس قوم سے وہ تعلق رکھتے تھے بلکہ جس کی حکومت کے وہ اعلیٰ عہدیدار تھے ،وہ قوم وہ حکومت ایسے مجرموں سے کیا سلوک کرتی تھی۔

ولیم میور صاحب کی زندگی کا بیشتر حصہ عیسائیت اور بائبل کی تبلیغ میں گزرا تھا۔ ہندوستان میں اپنے چالیس سالہ قیام کے دوران وہ اس مقصد کے لئے کئی کتب اور ٹریکٹ لکھتے رہے۔اور دیکھنا یہ ہے کہ بائبل میں اس ضمن میں کیا تعلیم دی گئی ہے۔چنانچہ جیسا کہ پہلے استثناء باب 20 کا حوالہ دیا جا چکا ہے بائبل میں ایسی صورت میں جب کہ افواج کسی قلعے کا محاصرہ کریں تو بڑی وضاحت سے یہ تعلیم دی گئی ہے اس کے سب مردوں کو موت کی گھاٹ اتار دو۔اور اگر یہ جنگ ارضِ مقدس میں ہو رہی ہو تو مردوں کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنے کی بہت تاکید ہے۔تو اپنی مقدس کتاب میں یہ احکامات موجود ہیں تو پھر حضرت سعدؓ کے فیصلے پر اعتراض بے معنی ہے۔اور یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ایک جج کسی قانون کے ماتحت فیصلہ کرتا ہے۔اور میثاقِ مدینہ کی رو سے یہود کو مذہبی آزادی حاصل تھی اور یہ تاریخی طور ثابت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس یہود کا کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو توریت کی شریعت کی رو سے ان کا فیصلہ کیا جاتا تھا

(سنن ابوداؤد باب نمبر 344)

تو اس صورت میں جب حضرت سعد نے توریت کی تعلیم کے مطابق ان کا فیصلہ کر دیا تو اعتراض کرنے والے عیسائی اور یہودی مصنفین کو اگر اعتراض کرنا چاہئے تو اپنی مقدس کتاب کی تعلیم پر کرنا چاہئے۔ حضرت سعدؓ کے فیصلے کی باری تو بہت بعد میں آئے گی۔

## انگریزی حکومت کا برتاؤ

ولیم میور صاحب 18 برس کی عمر میں 1837ء میں ہندوستان آئے۔اور چالیس برس تک یہاں پر پہلے ایسٹ انڈیا کمپنی اور پھر برٹش راج کی ملازمت کی اور گورنر کے عہدے تک پہنچے۔ 1857 کی جنگ اسی دوران کا واقعہ ہے۔جب ہندوستان میں کچھ مقامات پر سپاہی انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ جس حکومت اور جس قوم سے میور صاحب منسلک تھے اور جن سے تنخواہ پاتے تھے، انہوں نے اس صورتِ حال میں عفو کا کیا نمونہ دکھایا تھا۔اور یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ میور صاحب کی یہ کتاب 1861 میں شائع ہوئی تھی اور کافی سالوں میں لکھی گئی تھی یعنی اسے تقریباً اس جنگ کے زمانے میں ہی لکھا گیا تھا۔انگریزوں کے نزدیک اس جنگ میں ان کے خلاف کھڑے ہونے والے غداری (treason) کے مرتکب ہوئے تھے۔اور اس جنگ کے دوران اور اس کے بعد انگریزوں نے ان سے جو برتاؤ کیا تھا اس کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔بہت سے لوگوں کو سرِ عام توپوں کے دہانوں سے باندھ کر توپوں کو چلا دیا گیا۔اور ان بدنصیبوں کے جسموں کے چیتھڑے ہوا میں اڑ جاتے تھے۔دہلی میں جب فاتح افواج داخل ہوئیں اور ان کے سامنے وہ فوجی پیش کئے گئے جو زخمی ہونے کے باعث فرار نہیں ہو سکے تھے تو فوری طور پر ان کا علاج گولیوں سے کیا گیا۔فاتح افواج کو جو نظر آتا تھا اسے گولی کا نشانہ بنا دیا جاتا تھا خواہ وہ کوئی فوجی ہو یا معصوم شہری۔تین ماہ تک چاندنی چوک میں پھانسی نصب رہی اور روزانہ گاڑیاں پھانسی پانے والوں کی لاشوں سے بھر کر جاتی تھیں۔ہزاروں ایسے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا جنہوں نے جنگ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ کوئی شرکت کی تھی۔ہڈسن نے راستے میں بغیر کسی تحقیق اور مقدمے کے بہادر شاہ ظفر کے تین بیٹوں کو ننگا کر کے گولی مار دی اور لاشوں کو عبرت کے لئے لٹکا دیا گیا۔مغلیہ خاندان کے فاتر العقل شخص مرزا قیصر کو بھی پھانسی دے دی گئی۔ایک شہزادے کو جو گنٹھیا کی وجہ سے بیمار تھا اور ہل بھی نہیں سکتا تھا پھانسی دے دی گئی، اس کی لاش اپنی معذوری کے سبب ٹیڑھی ہو کر لٹکی رہی۔انگریز مرد اور عورتیں چاندنی چوک میں کرسیوں پر براجمان ہو کر پھانسیوں کے منظر سے لطف اندوز ہوتے تھے۔جب یہ مہذب افواج دہلی میں داخل ہوئیں تو وہ وحشیانہ سلوک کیا گیا کہ بہت سی عورتوں نے کنوؤں میں کود کر خودکشی کر لی۔خود انگریزوں کا بیان ہے کہ یہ کنویں ان کی لاشوں سے اٹ گئے تھے۔نواب جھجر کو اس لئے پھانسی دی گئی کہ انہوں نے سر مٹکاف کو پناہ نہیں دی تھی۔والیِ فرخ نگر کے خاندان کے 72 بہتر افراد کو پھانسی دی گئی۔بہت سے مسلمانوں کو سوروں کی کھالوں میں سیا گیا، پھانسی سے پہلے ان پر سور کی چربی ملی گئی۔کئی لوگوں کو نذرِ آتش کیا گیا۔دہلی میں لوگوں کے گھروں سے لوٹا گیا سامان ایک ادارہ پرائز ایجنسی بنا کر اس کے ذریعہ فروخت کیا گیا۔غازی آباد میں بہت سے لوگوں کے گلوں میں مرے ہوئے کتے باندھ کر انہیں پھانسی دی گئی۔مخالفوں کے گھر مسمار کئے گئے۔یہ تو صرف چند مثالیں ہیں اور خود انگریز مصنفین بھی اس سے انکار نہیں کرتے کہ اس طرح کی زیادتیاں بغیر کسی تفتیش کے کی گئی تھیں۔

(جنگ آزادی 1857 از خورشید مصطفیٰ رضوی ص 475-490)

تو یہ تھا وہ رحمدلانہ سلوک جو اس حکومت نے کیا تھا، جس کے ساتھ میور صاحب منسلک تھے۔ اور جن کے متعلق اس حکومت اور میور صاحب کا کہنا تھا کہ وہ غداری (treason) کے مرتکب ہوئے ہیں۔اس

بہیمانہ سلوک کے بعد حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلے کو ظلم قرار دینا تو منافقت کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور یہ امر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت انگریزوں کی حیثیت ایک غیر ملکی حکمران کی تھی جو سات سمندر پار سے پہلے تاجر بن کے آئے اور پھر ملک پر قبضہ کر لیا۔ جس حکومت اور نظام کا میور صاحب حصہ تھے اس کی قوتِ برداشت کا تو یہ عالم تھا کہ جب سر سید نے اسبابِ بغاوتِ ہند تحریر کی تو سیسل بیڈن فارن سیکرٹری حکومتِ ہند نے اس مضمون کو باغیانہ قرار دیا اور سر سید کو سخت سزا دینے کی حمایت کی۔ حالانکہ اس مضمون میں تو صرف تاریخی تجزیہ پیش کیا گیا تھا اور انگریزوں کے خلاف کھڑے ہونے والے سپاہیوں کی حمایت میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا گیا تھا۔

(مقالاتِ سر سید حصہ نہم ص 49)

ہاں کوئی یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ یہ مظالم تو کمپنی کی حکومت نے کئے تھے، ممکن ہے کہ ولیم میور صاحب اس انتظامیہ کا حصہ نہ ہوں جو جنگ کا انتظام کر رہی تھی۔ اس سوال کا جائزہ ضرور لینا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب 1857 کی جنگ کا آغاز ہوا تو اس وقت میور صاحب آگرہ میں کمپنی حکومت کے سیکریٹری تھے۔ اور جنگ کے آغاز کے بعد انہوں نے وہاں پر جاسوسی (intelligence) کے ادارے کے انچارج کے فرائض سنبھالے تھے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ بحیثیت اس انچارج کے ان کی کارکردگی غیر معیاری تھی چنانچہ مارک تھورنول (Mark Thornwell) نے اپنی کتاب The Personal Adventures and experiences of a Magistrate during the rise progress and suppression of the Indian mutiny میں لکھا ہے کہ بہت سے انگریز اس محکمے کی کارکردگی پر ہنسا کرتے تھے۔ میور صاحب کا سب سے معتبر جاسوس ایک نابینا تھا، چنانچہ میور صاحب نے غلط معلومات کی بنیاد پر ایک مرتبہ اپنی فوج کی غلط رہنمائی بھی کر دی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی فطرت میں اس بات کی صلاحیت کم رکھی گئی تھی کہ غلط اور صحیح روایت میں فرق کرسکیں یا درست نتیجہ اخذ کرسکیں۔ بہرحال اس جنگ کے دوران انہیں شمال مغربی صوبے کا گورنر بھی لگایا گیا تھا۔ اور رہی یہ بات کہ خود ان کا treason کے مجرموں کے متعلق کیا نظریات تھے تو وہ اس رپورٹ سے واضح ہو جاتا ہے جو میور صاحب نے 31/ اکتوبر 1857 کو لکھی تھی۔ اور اس رپورٹ کا یہ حصہ انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔ وہ اپنے ایک ساتھی انگریز افسر کو لکھتے ہیں کہ

You used to blame me of my sentiments of death without mercy to every sepoy,but I think this government is behaving too sternly to the poor bunniahs and kayethis. The plunder daily being found in the city is more than enormous :it is almost incredible.I fancy every officer present at the siege might be able to retire at once

www.india.emb.org.eg/section %202%20eng/SUPPRESSION%20 OF %20 THE%20 UPRISING.html

اس رپورٹ میں وہ واضح اقرار کرتے ہیں کہ ان کے خیال میں ہر وہ سپاہی جس نے ان کے مطابق غداری (treason,) کی تھی، اسے بغیر کسی رحم کے موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے تھا۔ میور صاحب نے اپنے لئے تو یہ معیار رکھا ہوا تھا کہ جو ان کے خلاف سر اٹھائے اس کا سر قلم کر دینا چاہئے لیکن صدیوں پہلے بنو قریظہ کے مجرموں کی ہمدردی میں صفحات سیاہ کئے جا رہے تھے۔ پھر اس میں خود اقرار کرتے ہیں کہ ان کی حکومت کے افسران نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا تھا حتیٰ کہ اتنی لوٹ مار کے بعد ان کو زندگی بھر کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اور میور صاحب کچھ ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں تو ہندو کے لئے کر رہے ہیں۔ ان مسلمانوں کے لئے کوئی ہمدردی نہیں جن لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے گئے تھے۔ جن میں سے بہت سوں نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا مگر پھر بھی جوشِ انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ میور صاحب کی کتاب 1861ء میں منظرِ عام پر آئی تھی اور اس جنگ کے دنوں میں تو اسے لکھا جا رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو میور صاحب ایک ذمہ وار افسر کی حیثیت سے یہ اظہار کر رہے تھے کہ انگریزوں کے خلاف کسی سازش میں حصہ لینے والوں پر کوئی رحم نہیں کرنا چاہئے، ان میں سے ہر ایک کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہئے۔ اور عین اسی وقت وہ یہ بھی لکھ رہے تھے کہ حضرت سعدؓ نے بنو قریظہ کے ان لوگوں کو سزائے موت دے کر بہت ظلم کیا جنہوں نے واضح طور پر دورانِ جنگ غداری کی تھی۔ یہ منافقت نہیں تو اور منافقت کسے کہتے ہیں۔ مستشرقین کے انداز اور اس کی نفسیات کو سمجھنے کے لئے ولیم میور صاحب کا تجزیہ بہت ضروری ہے کیونکہ اکثر مستشرقین نے ان کی پیروی کی ہے اور ان کی تحریر کے حوالے دیئے ہیں، اِن کی کتاب کو بنیاد بنا کر اپنی اپنی کتابیں تحریر کی ہیں۔ اور میور صاحب کی کتاب ایک ایسے ماحول میں لکھی گئی تھی اور اسی ماحول کے تعصب سے آلودہ ہے جب 1857ء کی جنگ کی وجہ سے انگریزوں میں مسلمانوں کے خلاف سخت تعصب پایا جاتا تھا اور اسی رو میں صحیح اور غلط کی تمیز بھی بہہ گئی تھی۔ سیاسی مقاصد کے لئے، انتقام کے جذبات سے مغلوب ہو کر ہر رکیک حرکت جائز سمجھی گئی تھی۔ اسی رو سے مغلوب ہو کر میور صاحب نے یہ کتاب لکھی تھی۔ وہ سب باتیں یہاں درج تو نہیں کی گئیں لیکن بنو قریظہ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے میور صاحب نے آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس پر پوچ انداز میں حملے کئے ہیں اور گرے ہوئے انداز میں آپ پر الزامات لگائے ہیں۔ لیکن تحقیق اور توازن کہیں نظر نہیں آتا۔

مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے متعلق حضرت میر ناصر نواب صاحب جو اس وقت 12 برس کے تھے اور دلی میں مقیم تھے تحریر فرماتے ہیں۔

دلی والوں کی شامت آئی۔ کر گیا داڑھی والا اور پکڑا گیا مونچھوں والا۔ نانی نے خصم کیا اور نواسہ پر جرمانہ ہوا۔ فتح مندوں نے شہر کو برباد کر دیا۔ اور فتح کے شکریہ میں صدہا آدمیوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ مجرم اور غیر مجرم میں تمیز نہیں تھی۔ چھوٹا بڑا۔ ادنیٰ اعلیٰ برباد ہو گیا۔ سوائے چوہڑے چماروں سقوں وغیرہ کے یا ہندوؤں کے خاص محلوں کے کوئی لوٹ مار سے نہیں بچا۔ ایک طوفان تھا۔ کہ جس میں کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ غرضیکہ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پِس گیا۔ شہر کے لوگ ڈر کے مارے شہر سے نکل گئے۔ اور جو نہ نکلے وہ جبراً نکالے گئے۔ اور قتل کئے گئے۔ یہ عاجز بھی ہمراہ اپنے کنبہ کے دلی دروازہ کی راہ سے باہر گیا۔ چلتے وقت لوگوں نے اپنی عزیز چیزیں جن کو اٹھا سکے ہمراہ لے لیں۔ میری والدہ صاحبہ نے اللہ ان کو جنت نصیب کرے میرے والد کا قرآن شریف جواب تک میرے پاس ان کی نشانی موجود ہے۔ اٹھا لیا۔ شہر سے نکل کر ہمارا قافلہ سر بصحرا چل نکلا۔ اور رفتہ رفتہ قطب صاحب تک جو دلی سے 11 میل پر ایک مشہور خانقاہ ہے۔ جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر ایک دو روز ایک حویلی میں آرام سے بیٹھے رہتے تھے کہ دنیا نے ایک اور نقشہ بدلا۔ یکا یک ہارسن صاحب افسر رسالہ معہ مختصر اردل کے قضاء کی طرح ہمارے سر پر آ پہنچے۔ اور دروازہ کھلوا کر ہمارے مردوں پر بندوقوں کی ایک باڑ ماری۔ اور جس کو گولی نہ لگی۔ اس کو تلوار سے قتل کیا۔ یہ نہیں پوچھا کہ تم کون ہو۔ ہماری طرف کے ہو یا دشمنوں کے طرفدار ہو۔ اسی یک طرفہ لڑائی میں میرے چند عزیز راہی ملک عدم ہو گئے۔ پھر حکم ملا۔ کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔ حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ہم سب زن و مرد و بچہ اپنے مردوں کو بے گور و کفن چھوڑ کر رات کے اندھیرے میں حیران و پریشان وہاں سے روانہ ہوئے۔ لیکن بہ سبب رات کے اندھیرے اور سخت داڑگوں کی تیرگی کے رات بھر قطب صاحب کی لاٹ کے گرد طواف کرتے رہے۔ صبح کو معلوم ہوا۔ کہ تیلی کے بیل کی طرح وہیں کے وہیں ہیں۔

(حیات ناصر ص 3)

## ٹائیفائیڈ

ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل سے ماخوذ

''ٹائیفائیڈ کی صورت میں جب پپٹیشیا کی علامتیں ہوں تو پپٹیشیا لازمی دوا بن جاتی ہے لیکن اس کی مددگار کے طور پر ٹائیفائیڈنیم 200 اور پائیروجینم 200 ملا کر اس کے اثر کو اور بھی تیز کر دیتی ہیں''۔

(صفحہ:122)

## بہت بڑا اسکالر

1914ء میں ایک عالم فاضل امریکن پادری قادیان آیا یہاں اس نے بعض احمدیوں کے سامنے چند مذہبی سوالات پیش کئے جو نہایت اہم تھے اور ساتھ ہی کہا کہ میں امریکہ سے چل کر یہاں تک آیا ہوں اور میں نے کئی علماء کے سامنے یہ سوال کئے ہیں مگر ان سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں مل سکا میں یہاں ان سوالوں کو آپ کے خلیفہ صاحب کے سامنے پیش کرنے کے لئے خاص طور پر آیا ہوں دیکھئے خلیفہ صاحب ان سوالوں کا کیا جواب دیتے ہیں؟

مولوی عمر الدین شملوی صاحب کا بیان ہے کہ:۔

''سوالات اتنے پیچیدہ اور عجیب قسم کے تھے کہ انہیں سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت صاحب ابھی بالکل نوجوان ہیں۔ اور الٰہیات کی کوئی باقاعدہ تعلیم بھی انہوں نے نہیں پائی۔ عمر بھی چھوٹی ہے اور واقفیت بھی بہت تھوڑی ہے۔ وہ ان سوالوں کا جواب ہرگز نہیں دے سکیں گے اور اس طرح سلسلہ احمدیہ کی بڑی بدنامی اور سبکی ساری دنیا میں ہوگی۔ کیونکہ جب حضرت صاحب اس کے سوالوں کے جواب نہ دے سکے تو یہ امریکن پادری واپس جا کر ساری دنیا میں اس امر کا پراپیگنڈہ کرے گا کہ احمدیوں کا خلیفہ کچھ بھی نہیں جانتا اور عیسائیت کے مقابلہ میں ہرگز نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ صرف نام کا خلیفہ ہے ورنہ علمیت خاک بھی نہیں رکھتا۔

اس صورت حال سے میں کافی پریشان ہوا۔ اور میں نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ امریکن پادری حضرت صاحب سے نہ ملے۔ اور ویسے ہی واپس چلا جائے۔ مگر مجھے اس کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی۔

وہ امریکن اس بات پر مصر رہا کہ میں ضرور خلیفہ سے مل کر جاؤں گا ناچار میں گیا اور میں نے حضرت صاحب سے کہا کہ امریکن پادری آیا ہے اور آپ سے کچھ سوالات پوچھنا چاہتا ہے۔ اب کیا کریں؟ اس پر حضرت صاحب نے بغیر توقف کے اور بلا تامل فرمایا۔ کہ ''بلا لو'' ناچار میں اسے لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں کے درمیان ترجمان میں ہی تھا۔

امریکن پادری نے کچھ رسمی گفتگو کے بعد اپنے سوالات حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ جن کا ترجمہ میں نے آپ کو سنا دیا۔ حضرت صاحب نے نہایت سکون کے ساتھ ان سب سوالوں کو سنا اور پھر فوراً ان کے ایسے تسلی بخش جوابات دیئے کہ میں سن کر حیران ہو گیا۔ مجھے ہرگز بھی یقین نہ تھا کہ ان سوالوں کے حضرت صاحب ایسے پر معارف اور بے نظیر جواب دے سکیں گے۔ جب میں نے یہ جوابات انگریزی میں امریکن پادری کو سنائے تو وہ بھی حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ میں نے آج تک ایسی معقول گفتگو اور ایسی مدلل تقریر کسی کے مونہہ سے نہیں سنی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خلیفہ بہت بڑا اسکالر ہے اور مذاہب عالم پر اس کی نظر بڑی گہری ہے۔ یہ کہہ کر اس نے بڑے ادب سے حضرت صاحب کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور واپس چلا گیا''۔

(تاریخ احمدیت جلد پنجم ص 181 تا 183)

خواجہ بشیر احمد صاحب

# حضرت مسیح موعود کا اردو منظوم کلام

اللہ تعالیٰ کا لاکھ بار شکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک احمدی گھرانے میں پیدا کیا۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو ماحول کے مطابق پہلے گھر میں اور پھر اطفال کے اجلاسات وغیرہ میں حضرت مسیح موعود کی مختلف نظمیں سنا کرتے۔ پھر خود بھی انہیں نہ صرف یاد کیا بلکہ کئی مرتبہ پڑھیں بھی۔ مثلاً ''کبھی نصرت نہیں ملتی ............'' ''ہر طرف فکر کو دوڑا کے ............'' ''وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا............'' وغیرہ۔ لیکن میٹرک کا امتحان دینے تک ان کو بغیر سوچے سمجھے پڑھتے رہے اور نہ ہی کبھی ان کے وسیع مطالب پر غور کیا۔ وقت گزرتا گیا یہاں تک کہ ہم نے میٹرک کا امتحان دے دیا۔ یہ مارچ 1951ء کی بات ہے۔ اس کے بعد نتیجہ کے اعلان تک جو ان دنوں مئی کی آخری تاریخ کو نکالا جاتا تھا، ہم بالکل فارغ تھے یعنی یہ اڑھائی ماہ اپنے ہی تھے۔

گھر میں درثمین، کلام محمود اور درعدن موجود تھیں۔ ایک دن یونہی ہم نے درثمین اٹھائی اور بالکل شروع سے پڑھنا شروع کیا۔ شاید اس عمر میں ہمیں کچھ اشعار کو پرکھنے اور سمجھنے کا سلیقہ بھی آ چکا تھا۔ ہم انہیں پڑھ کر چونک سے جاتے اور یہ شعر دل کو لگتے تھے۔ درثمین ختم کرنے کے بعد کلام محمود اٹھالی۔ اسے پڑھنے کے بعد درّ عدن کی باری آئی۔ ان تینوں کتابوں کو ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھا۔ ہم اب لفظاً لفظاً پڑھنے لگے تھے۔ پھر شوق اتنا بڑھا کہ پسندیدہ اشعار کو اپنی ڈائری میں نقل کرنا شروع کر دیا۔ ایسے بہت اچھے اشعار کی تعداد دو سو سے تجاوز کر گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد حضرت خلیفہ رابع کا کلام ''کلام طاہر'' کے نام سے طبع ہوا۔ اسے بھی شوق سے پڑھا اور اپنی عقل اور ذوق کے مطابق انتخاب نکالا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ یہ پسندیدہ اشعار اکثر زبانی یاد ہو گئے۔ کچھ دوسرے اگر پوری طرح یاد نہ بھی ہوتے تو بھی ہم فوراً شعر کے ابتدائی الفاظ سن کر اسے مکمل کر دیتے پھر یہ بھی کہ ان بزرگواران کا کوئی شعر سامنے آتا تو ہم فوراً بتا دیتے کہ یہ فلاں کتاب میں سے لیا گیا ہے۔

یہ چھوٹا سا پیراگراف اپنی ذات کے بارے میں لکھنے سے خود نمائی ہرگز مقصود نہیں۔ صرف حضرت مسیح موعود اور دوسرے بزرگوں کے فیض کا اظہار کرنا ہے۔

ان سطور کو لکھنے کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ دوستوں خصوصاً نوجوانوں کو ان اشعار پاکیزہ کو پڑھنے اور سمجھنے کا ذوق وشوق پیدا ہو۔ وہ ان مضامین سے آگاہ ہوں جو ان میں بیان ہوئے ہیں۔ بجائے لغو قسم کی سرگرمیوں میں مشغول رہنے کے وہ اس روحانی خزانہ کی طرف متوجہ ہوں اور پھر اسی کے ہو کر رہ جائیں۔

حضرت مسیح موعود کے کلام میں سلطان القلم کے آسمانی لقب کے ناطے اتنا زور موجود ہے کہ جو اس کا مطالعہ کرتا ہے اس پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا بدقسمت ہوگا جو انہیں پڑھے بھی اور پھر دل میں ان کے لئے کشش محسوس نہ کرے۔ حضرت مسیح موعود کے جس شعر نے ہمیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ آپ کی سب سے لمبی نظم میں ہے جو براہین احمدیہ حصہ پنجم میں ہے اور قریباً 500 اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا شعر ''اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار............'' ہے۔ وہ کچھ یوں ہے۔

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار

اس شعر پاکیزہ میں آپ نے ''رضوان یار'' کی تشبیہ کو کتنی خوبصورتی سے استعمال فرمایا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اور لوگوں کو تو تخت و تاج کی خواہش ہوتی ہے لیکن میرے لئے بس اللہ تعالیٰ کی رضا کا تاج جو مجھے محض اس کے فضل سے حاصل ہے، کافی وشافی ہے۔

اس مضمون کی مزید تشریح فرماتے ہوئے آپ کا ارشاد ہے

کام کیا عزت سے ہم کو شہرتوں سے کیا غرض
گر وہ ذلت سے ہو راضی اس پر سو عزت نثار

دیکھیں کس طرح آپ ہر بات پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس راہ میں ہر مشکل برداشت کرنے کو تیار نہیں اور اپنی ذات کی عزت اور انا کو بالکل پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

پھر یہ شعر بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں

یعنی جب دشمن اپنی شرارتوں میں حد سے بڑھ گیا اور مخالفت میں بہت آگے نکل گیا تو ہم بجائے اس کا مقابلہ کرنے کے اس ذات کے اندر چھپ گئے جو خود بھی سب کی نظروں سے پوشیدہ ہے۔ اب دشمن کس پر وار کرے گا۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

اپنی تمام قوتوں اور پوری زندگی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جھونک دینے کے باوجود آپ انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرا کون سا کام اے خدا تجھے پسند آ گیا ہے جو اس قدر نظرم کرم مجھ پر ڈال رکھی ہے۔ دنیا میں اور بہت سے تیری راہ میں قربانیاں کرنے والے موجود ہیں انہیں کیوں نہیں چنا گیا آخر مجھ میں ایسی کون سی خوبی تھی۔

آپ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

اس شعر میں آپ نے بلند مرتبہ حاصل کرنے کا گویا گر بتلا دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اپنے آپ کو سب سے بدتر اور کم تر خیال کرو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ بہتر ہوتے چلے جائیں گے اور اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ آپ ایک دن اسی ہستی کو پالیں گے۔

(باقی صفحہ 8 پر)

فرخ سلمانی

# حضرت مسیح موعود کی کتاب نشان آسمانی

## اہم مضامین مختصر سوال و جواب کی شکل میں

سیدنا حضرت مسیح موعود نے یہ کتاب مئی 1892ء میں تصنیف فرمائی اس میں آپ نے سائیں گلاب شاہ کی پیشگوئی اور شاہ نعمت اللہ ولی ؒ کی پیشگوئیاں درج فرمائی ہیں۔ یہ کتاب روحانی خزائن کی جلد 4 میں شامل ہے۔

س۔ اس رسالہ کا دوسرا نام کیا ہے۔
ج۔ شہادت الملہمین

س۔ حضرت مسیح موعود نے گلاب شاہ کی پیشگوئی کس کی روایت سے لکھی ہے۔
ج۔ میاں کریم بخش

س۔ گلاب شاہ کہاں کے رہنے والے تھے حضور سے کتنا عرصہ پہلے گزر چکے تھے۔
ج۔ جمال پور ضلع لدھیانہ۔ 30`31 سال پہلے۔

س۔ یہ پیشگوئی حضور پہلے کس کتاب میں اختصار سے درج فرما چکے ہیں۔
ج۔ ازالہ اوہام۔

س۔ نعمت اللہ نامی بزرگ کا زمانہ کونسا ہے۔ اور کس شہر کے رہنے والے تھے۔
ج۔ 560ھ۔ دہلی۔

س۔ ایلیا نبی کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی کس کے ذریعہ پوری ہوئی۔
ج۔ حضرت یحییٰؑ۔

س۔ صحیح بخاری میں کس صحابی نے توفی کے معنے موت کے کئے ہیں۔
ج۔ حضرت ابن عباسؓ

س۔ یہ کس صحابیہ کی روایت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر 120 سال تھی۔
ج۔ حضرت عائشہؓ۔

س۔ حدیث **لا المهدی الا عیسیٰ** حدیث کی کن کتب میں ہے۔
ج۔ ابن ماجہ۔ حاکم

س۔ قصیدہ نعمت اللہ صاحب کے مطابق عجیب عجیب کام ظاہر ہونے کا زمانہ کونسا ہے۔
ج۔ 1200 سال گزرنے کے بعد

س۔ نعمت اللہ صاحب نے آنے والے موعود کا کیا نام بتایا ہے۔
ج۔ احمد

س۔ مولوی صدیق حسن صاحب نے کس کتاب میں لکھا ہے کہ علما مسیح موعود کی مخالفت کریں گے۔
ج۔ حجج الکرامہ

س۔ حضرت مسیح موعود دعویٰ کے بعد جب لدھیانہ آئے تو گلاب شاہ کی پیشگوئی کے مطابق کیا نشان ظاہر ہوا تھا۔
ج۔ سخت قحط پڑا

س۔ لدھیانہ کے کس شعبدہ باز نے حضرت مسیح موعود کی بیعت کی تھی۔
ج۔ مہتاب علی

س۔ رسالہ آسمانی فیصلہ کے جواب میں کس عالم نے رسالہ لکھا تھا۔
ج۔ محمد حسین بٹالوی

س۔ رفع شک کے لئے حضور نے کتنا عرصہ استخارہ کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔
ج۔ کم از کم دو ہفتے

س۔ حضور نے اپنے کس رفیق کی فارسی نظم اس رسالہ میں درج کی ہے۔
ج۔ عظیم بخش پٹیالوی صاحب

س۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب اس وقت تک کتنے روپے چندہ دے چکے تھے۔
ج۔ 3 ہزار

س۔ حضرت مولوی صاحب کے بارہ میں حضرت مسیح موعود نے کیا شعر لکھا ہے۔
ج۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زامت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

س۔ طب روحانی کس کی کتاب ہے۔
ج۔ حضرت حاجی منشی احمد جان

میاں عبدالرزاق صاحب

# مکرم میاں گلزار احمد صاحب صراف آف چنیوٹ

بھائی جان گلزار احمد ہمارے سب سے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی شخصیت اسم بامسمّٰی تھی۔ چہرہ گلاب کے پھول کی طرح شگفتہ، خوش شکل، دراز قد اور پروقار شخصیت کے حامل تھے۔ طبیعت میں مستقل مزاجی نمایاں تھی۔ پابند صوم وصلوٰۃ اور صفائی پسند تھے۔ جو صاف ستھرا لباس پہن کر دکان پر جاتے وہی سارا دن کام کاج میں استعمال کرتے اور اس کی آب و تاب جوں کی توں قائم رہتی۔ آپ کو دیکھ کر طبیعت مرعوب ہوئے بغیر نہ رہتی۔

آپ شہر چنیوٹ کی معروف سماجی شخصیت کے طور پر پہچانے جاتے تھے۔ آپ کی تعلیم مڈل سے بھی کم تھی۔ لیکن میونسپل کمیٹی، تحصیل، کچہری، سکول حتیٰ کہ ضلع کی سطح تک جو لوگ خود کم تعلیم یا ناواقفیت کی بناء پر اکیلے نہیں جاسکتے تھے۔ وہ آپ کے پاس مدد کے لئے آتے۔ اس لئے ضرورت مندوں کی عرضداشت لکھنا۔ اشٹام یا رجسٹری فارم خریداری میں مدد کرنا اور عرضی نویس سے مضمون لکھوا کر دینا۔ دفتروں میں جانا اور افسران بالا سے ملنا ان سب کاموں میں بفضل اللہ تعالیٰ پیش پیش رہتے۔ آپ اردو خوش خط لکھ سکتے تھے، پڑھ سکتے تھے اور بوقت ضرورت مدلل طریق پر گفتگو کر کے حاجت مندوں کے مافی الضمیر کی ادائیگی میں مدد کرتے تھے۔ آپ نے ذاتی پسند کے شعروں کی ایک خوبصورت کاپی بنائی ہوئی تھی۔ اور اس میں اپنے ہاتھ سے شعروں کا کافی اچھا قابل قدر مجموعہ تیار کیا۔ آپ کا یہ شوق عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتا اور خوش ذوقی اور معرفت میں ترقی کرتا گیا۔ مثال کے طور پر ایک شعر انہوں نے جرمنی آنے پر سنایا اور محظوظ کیا۔

اے خدا مجھ سے نہ لے میرے گناہوں کا حساب
میرے پاس اشک ندامت کے سوا کچھ بھی نہیں

آپ کا یہ شوق اولاد کو ورثہ میں ملا۔ چنانچہ آپ کے دونوں بیٹے عزیزم ڈاکٹر ابرار احمد جاوید (ماہر امراض بچگان) مقیم لاہور اور عزیزم افضال احمد قمر مقیم کینیڈا اچھے معیار کے شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ کے مزاج میں انکساری کا پہلو بھی نمایاں تھا۔ ہم جب بھی آپ سے ملنے جاتے۔ آپ اٹھ کر ملتے۔ بات کو توجہ سے سنتے اور خیر وعافیت دریافت کرتے۔ ضروری آرڈر خواہ لیٹ ہو جائے مگر بات کی طرف متوجہ رہتے اور جب تک گفتگو سمٹ نہ جائے۔ اپنے کام پر واپس نہ لوٹتے۔ آپ کے حلقہ احباب میں ایک ہمسایہ دکاندار محمد صدیق مرحوم اور ایک حافظ عزیز احمد مرحوم شیخ جو احمد یہ برادری چنیوٹ سے متعلق تھے شامل تھے۔ یہ دونوں احباب صائب الرائے تھے تاہم حافظ عزیز احمد بہت بے تکلفی سے بھائی جان سے باتیں کرتے اور بھائی جان کی سنتے بلکہ محترم حافظ صاحب کا ذکر بھائی جان کے ہم نشین اور مجلسی کے طور پر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ اور خدا تعالیٰ کے کلام سے سینہ منور تھا اور خوش الحان تھے۔

بھائی جان کے ذکر خیر میں اہم بات جس کا تعلق ہمارے خاندان سے ہے یہ ہے کہ آپ نے دس بارہ برس کی عمر میں والد صاحب (میاں حاجی عبدالرحمٰن آف پنڈی چیری) کے شانہ بشانہ کام کر کے گھر کی اقتصادی ترقی اور مالی آسودگی میں بھرپور حصہ لیا۔ یہ امر اور بھی قابل تحسین بن جاتا ہے جب اس بات کو دیکھا کہ اس دور میں سارے کام دستی اور محنت طلب ہوتے تھے۔ جبکہ موجودہ وقت میں مشینوں اور بجلی نے کام آسان کر دیئے ہیں۔ آپ کی شادی کے بعد والد صاحب نے آپ کو چنیوٹ آباد کیا اور بھائی جان کی مدد سے قادیان میں متروکہ جائیداد کے کلیم ضلع جھنگ میں داخل کئے اور منظور ہونے پر چنیوٹ میں مکان لئے۔ جن میں سے پہلا مکان بھائی جان کو ہی دیا گیا۔ جس میں آپ نے بقیہ عمر کے چالیس سال گزارے۔ کچھ عرصہ کے لئے امی جان (حاجن مریم بی بی بنت میاں غلام محمد آف سید والہ) اور ہم (تین چھوٹے بھائی) بھی تقریباً چھ سال آپ کے ساتھ رہے۔ اس طرح آپ کا مکان ہمارا فیملی ہیڈ کوارٹر قرار پایا۔ یہیں ہمارے مستقبل کے فیصلے ہوتے جن میں والدین بھائی جان کی رائے کو اکثر اوقات مان لیتے اور عمل شروع ہو جاتا۔

اپنے صرافہ کاروبار میں حد درجہ دیانتدار امانتدار ''اور کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی'' کے مصداق تھے۔ آپ کا بنا ہوا زیور خاص سونے چاندی سے ہی تیار ہوتا تھا اور جب بھی کوئی بوقت ضرورت فروخت کرتا اسے زیادہ رقم ملتی۔ آپ کے مالی حالات آخر عمر میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر پریشانی میں گزرے لیکن اس کے باوجود زیورات کی تیاری میں کسی قسم کی ایسی ملاوٹ نہ کی جو زیادہ منافع یا بددیانتی پر منتج ہو۔ میری مراد یہ ہے کہ زیورات کو ٹانکہ لگانے کے لئے تانبا چاندی وغیرہ کا استعمال ہوتا ہے۔ وہ آپ نے مقررہ شرح سے کبھی زیادہ استعمال نہیں کیا۔ ہمیشہ خیالات بلند رکھے اور پروقار طریق سے زندگی گزاری جو ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔ آخری ایام میں بھی توکل برخدا سے کام لیتے رہے۔ اور خدا تعالیٰ سے کبھی مایوس نہ ہوئے۔ کہ رقمیں خرد برد کرنے والے خدا کرے سدھر جائیں اور حق واپس مل جائے۔ دعا کے طور پر یہ شعر اکثر ان کے ورد زبان رہتا۔

در اس کا آج گر نہ کھلا خیر! کل سہی
جائیں گے اس کے در پہ یونہی بار بار ہم

(کلام محمود)

اسی اثناء میں بلاوا آ گیا اور مورخہ 6 فروری 1999ء لاہور کے ایک ہسپتال میں وفات پا گئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کے پسماندگان میں اول الذکر دو بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں اور ان کی اولادیں شامل ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ میرے اس پیارے بھائی کی مغفرت، بلندی درجات اور جنت الفردوس میں ابدی بسیرے کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہترین جزا سے نوازے۔

# تہجد قضا نہیں کی

ایک دفعہ ایک نوجوان نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سے کہا کہ یورپ میں فجر کی نماز اپنے وقت پر ادا کرنا بہت مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا اگرچہ مجھے اپنی مثال پیش کرتے ہوئے سخت حجاب ہوتا ہے لیکن آپ کی تربیت کے لئے بتاتا ہوں کہ خدا کے فضل سے نصف صدی کا عرصہ یورپ میں گزارنے کے باوجود فجر تو فجر میں نے کبھی نماز تہجد بھی قضا نہیں کی۔ یہی حال باقی پانچ نمازوں کا ہے۔

(الفضل 20 مارچ 2002ء)

# عالمی معیشت میں اسلامی ممالک کا حصہ

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی لکھتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ نے عالم اسلام کو اپنی رحمت سے زبردست مالی وسائل سے نوازا ہے۔ کرۂ ارض پر مسلمانوں کی آبادی دنیا میں انسانی آبادی کا پانچواں حصہ ہے۔ سطح زمین کے ایک چوتھائی سے کچھ کم حصے پر اسلامی مملکتیں قائم ہیں۔ عالم اسلام تیل اور گیس کی دولت سے مالا مال ہے۔ مگر اسلامی ملکوں نے جو بیرونی قرضے لئے ہیں ان کا حجم دنیا کے بیرونی قرضوں کے حجم کے ایک چوتھائی سے زیادہ ہے۔ ان حقائق کی روشنی میں یہ بات انتہائی افسوسناک ہے کہ عالمی معیشت میں اسلامی ممالک کا حصہ 5 فیصد سے بھی کم ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل اعداد وشمار نذر قارئین ہیں۔

1۔ دنیا میں مسلمانوں کی آبادی 1200 ملین ہے جو کہ کرۂ ارض کی آبادی کا 20 فیصد ہے۔ دنیا کا کل رقبہ 134 ملین مربع کلومیٹر ہے جبکہ اسلامی ممالک کا کل رقبہ 30 ملین مربع کلومیٹر ہے جو کہ تقریباً 23 فیصد بنتا ہے۔

2۔ دنیا کے مسلمان ممالک پر 690 بلین ڈالر کے بیرونی قرضوں کا بوجھ ہے جبکہ دنیا کے ترقی پذیر اور کم ترقی یافتہ ممالک نے 2200 بلین ڈالر کے بیرونی قرضے لئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسلامی ملکوں کا حصہ قریباً 31 فیصد بنتا ہے جبکہ دنیا کے کل بیرونی قرضوں میں اسلامی ملکوں کا حصہ 26 فیصد ہے۔

3۔ کرہ ارض کی آبادی میں 20 فیصد اور بیرونی قرضوں کے حجم میں 26 فیصد کا حصہ اور زبردست مادی وسائل ہونے کے باوجود عالمی معیشت میں اسلامی ممالک کا حصہ صرف 4.5 فیصد ہے جبکہ 1980ء کی دہائی میں یہ حصہ 7.5 فیصد تھا۔

4۔ عالمی برآمدات میں اسلامی ممالک کا حصہ 1980ء کی دہائی میں 18.4 فیصد تھا جو اب گر کر صرف 7.5 فیصد رہ گیا ہے اسلامی ممالک کی آپس میں تجارت کا حجم 10 فیصد سے بھی کم ہے۔

5۔ اسلامی ممالک نے 1996ء میں بیرونی قرضوں کی ادائیگی کی مد میں اپنی زرمبادلہ کی آمدنی کا 20 فیصد خرچ کیا تھا جبکہ 1999ء میں یہ شرح بڑھ کر 23 فیصد ہوگئی۔

6۔ اسلامی ممالک کو 1993ء سے 1999ء تک ادائیگیوں کے توازن میں 152 بلین ڈالر کا خسارہ ہوا۔ گویا اس مدت میں اتنا سرمایہ ان ممالک سے بیرونی ممالک منتقل ہوگیا۔

7۔ اسلامی ممالک کے بہت سے سرمایہ دار خود اپنے ملکوں یا برادر اسلامی ممالک میں سرمایہ کاری کرنے یا اپنا سرمایہ ان ممالک کے بینکوں میں رکھتے ہیں۔ اس طرح امت مسلمہ کے وسائل مسلمانوں کی مشترکہ بھلائی کے بجائے عالمی اقتصادی سامراج کے غلبے کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ اندازہ ہے کہ عربوں کے تقریباً 800 بلین ڈالر اور ملک سے باہر مقیم پاکستانیوں کے تقریباً 105 بلین ڈالر کی رقوم اور اثاثے مغربی ممالک میں موجود ہیں۔

8۔ دنیا بھر میں تحقیق وترقی کے لئے جو رقوم مختص کی جاتی ہے اسلامی ممالک کا ان میں حصہ صرف 0.6 فیصد ہے۔ یہ اعداد وشمار اس حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں کہ دنیا کی معیشت میں 4.5 فیصد اور قرضوں کے بوجھ میں 26 فیصد کا حصہ رکھنے، ان قرضوں کو اپنے وسائل سے ادا کرنے کی استطاعت سے محروم ہونے اور سائنس، ٹیکنالوجی ودفاع کے شعبوں میں دوسروں کا محتاج ہونے کی وجہ سے بہت سے اسلامی ممالک آزادی سے فیصلے کرنے کی پوزیشن میں رہ ہی نہیں گئے۔ امت مسلمہ انتشار کا شکار ہے اور مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی ہے۔ مشرق بعید میں انڈونیشیا اور ملائیشیا جنوبی ایشیا میں پاکستان، افریقہ میں نائیجیریا، الجیریا، لیبیا، اتھوپیا اور سوڈان سمیت بہت سے ممالک یورپ میں ترکی اور وسط ایشیا میں کچھ نو آزاد اسلامی ریاستیں اقتصادی محاذ پر مشکلات کا شکار ہیں۔ تیل کی دولت سے مالا مال عرب ممالک کی معیشتوں پر خلیج کی جنگ کے بعد امریکہ کا عمل دخل خاصی حد تک بڑھ چکا ہے۔ ان حالات میں اسلامی ممالک بحیثیت علاقائی بلاک یا اسلامی کانفرنس کی تنظیم کے پلیٹ فارم سے مغربی طاقتوں کے لئے کوئی بڑا اور طویل المدتی چیلنج پیش کرنے کی پوزیشن میں ہیں ہی نہیں۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے بعد روس خود اپنے بیرونی قرضوں کا ایک حصہ معاف کرانے کی تگ ودو میں لگا ہوا ہے۔

(جنگ لاہور 25/اکتوبر 2000ء)

☆......☆......☆......☆

# وصایا

## ضروری نوٹ

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہوتو **دفتر بہشتی مقبرہ** کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پرضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ربوہ)

مسل نمبر **41333** میں قاضی وقاص احمد (وقف نو) ولد قاضی رفیق احمدقوم صدیقی قریشی پیشہ طالب علم عمر15 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن بشیرآباد ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-9-15 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/50روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد قاضی وقاص احمد گواہ شد نمبر 1 عبدالوحید بھٹی وصیت نمبر 34154 گواہ شدنمبر 2 عبدالرزاق بھٹی ولد عبدالغنی بھٹی محلّہ بشیرآباد

مسل نمبر **41334** میں احسان احمد ولد عبداللطیف قوم آرائیں پیشہ طالب علم عمر18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 12/1 دارالفضل شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-2 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/200روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد احسان احمد گواہ شدنمبر 1 نذیر احمد ولد حسین بخش دارالفضل شرقی گواہ شدنمبر 2 عبداللطیف والدموصی

مسل نمبر **41335** میں صفیہ ثانی بنت رمضان احمد طاہرقوم کھوکھر پیشہ طالب علم عمر17 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالفضل شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-19 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/4 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/4 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ صفیہ ثانی گواہ شدنمبر 1 رمضان احمد طاہر ولد تاج الدین مرحوم دارالفضل شرقی ربوہ گواہ شدنمبر 2 محمد ندیم احمد ولد رمضان احمد طاہر دارالفضل شرقی ربوہ

مسل نمبر **41336** میں فوزیہ سلطانہ زوجہ سید محمد اکرم قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر39 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوارٹر نمبر 75 تحریک جدید ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-28 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔نقدرقم -/40000 روپے۔ 2۔حق مہر بذمہ خاوند -/10000روپے۔3۔طلائی انگوٹھی مالیتی -/2000روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/400 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ فوزیہ سلطانہ گواہ شدنمبر 1 سید محمد اکرم خاوند موصیہ گواہ شدنمبر 2 مبشر احمد ولد کمال محمد دارالعلوم غربی ب

مسل نمبر **41337** میں نصرت خواجہ زوجہ خواجہ مسرور احمد قوم خواجہ پیشہ خانہ داری عمر32 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم غربی خلیل ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-10 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ طلائی زیور 14 تولے مالیتی -/120000 روپے۔2۔حق مہر بذمہ خاوند -/40000 روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/300روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ نصرت خواجہ گواہ شدنمبر 1 خواجہ مسرور احمد خاوند موصیہ گواہ شدنمبر 2 کیپٹن (ر)نعیم احمد وصیت نمبر 24951

مسل نمبر **41338** میں منظور الٰہی ساجد ولد نور الٰہی قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر31 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم شرقی برکت ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-1 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/3000 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد منظور الٰہی ساجد گواہ شدنمبر 1 عبدالغفار شاہد واد ارشاد احمد دارالعلوم شرقی برکت گواہ شدنمبر 2 سجادقمر ولد فتح محمد دارالعلوم شرقی برکت ربوہ

مسل نمبر **41339** میں غلام مصطفٰے باجوہ ولد محمد صادق باجوہ قوم باجوہ پیشہ طالب علم عمر ساڑھے پندرہ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم شرقی برکت ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-18 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/100روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد غلام مصطفٰے باجوہ گواہ شدنمبر 1 محمد اکبر باجوہ ولد محمد صادق باجوہ دارالعلوم شرقی برکت ربوہ گواہ شدنمبر 2 محمد صادق باجوہ والدموصی

مسل نمبر **41340** میں امتہ الحفیظ زوجہ ڈاکٹر تنویر احمد قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر39 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم شرقی برکت ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-9-1 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ 1۔ طلائی زیور 14 تولے مالیتی -/127500 روپے۔2۔حق مہر -/20000روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/1000روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ امتہ الحفیظ گواہ شد نمبر 1 ڈاکٹر تنویر احمد خاوند موصیہ گواہ شدنمبر 2 عبدالغفار شاہد ولد ارشاد احمد دارالعلوم شرقی برکت ربوہ

مسل نمبر **41341** میں فرزانہ شمیم بنت ارشاد احمد قوم آرائیں پیشہ خانہ داری عمر18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن دارالعلوم شرقی برکت ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-10-1 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/200 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ فرزانہ شمیم گواہ شدنمبر 1 عبدالغفار شاہد ولد ارشاد احمد دارالعلوم شرقی برکت ربوہ گواہ شدنمبر 2 مقصود احمد ولد ارشاد احمد دارالعلوم شرقی برکت ربوہ

مسل نمبر **41342** میں ناصرہ خلیل بیوہ خلیل الرحمٰن مرحوم قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر46 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 105۔ناصرآباد غربی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-9-18 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغی منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ طلائی انگوٹھی مالیتی -/4000روپے۔ 2۔ طلائی ٹاپس مالیتی -/6000روپے۔ 3۔تین طلائی چوڑیاں مالیتی -/14000 روپے۔4۔ایک طلائی سیٹ بوزن 15 تولے تقریباً۔5۔ پلاٹ برقبہ 10 مرلہ واقع گلشن کشمیر -/100000روپے۔6۔پلاٹ برقبہ 10 مرلہ گلشن دانیال اسلام آبا -/100000 روپے ان میں میرے سب بچوں کا حصہ ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/500روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگر اس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ ناصرہ خلیل گواہ شدنمبر 1 ذیشان انجم ولد خلیل الرحمٰن مرحوم ناصرآباد غربی گواہ شدنمبر 2 احسان الحق ولد خلیل الرحمٰن مرحوم ناصرآباد غربی

مسل نمبر **41343** میں بلقیس اختر بیوہ مبارک احمد طاہر قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر37 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن A-19 بیوت الحمد ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-8-12 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ طلائی زیور مالیتی -/25600روپے۔اس وقت مجھے مبلغ -/3500روپے ماہوار بصورت وظیفہ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔ الامتہ بلقیس اختر گواہ شدنمبر 1 وحید احمد ولد رشید احمد دارالعلوم غربی ربوہ گواہ شدنمبر 2 رشید احمد ولد محمد ابراہیم دارالعلوم غربی ربوہ

مسل نمبر **41344** میں صباحت احمد بنت مبارک احمد طاہر قوم راجپوت پیشہ طالب علم عمر15 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن A-19 بیوت الحمد ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-8-12 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدرانجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/100روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تواس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتی رہوں گی اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔الامتہ صباحت احمد گواہ شدنمبر 1 وحید احمد ولد رشید احمد دارالعلوم غربی ربوہ گواہ شدنمبر 2 شکیل احمد ولد رشید احمد دارالعلوم غربی ربوہ

مسل نمبر **41345** میں نبی احمد ولد خلیل احمد مرحوم قوم آرائیں پیشہ طالب علم عمر16 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن B4 بیوت الحمد ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبرواکراہ آج بتاریخ 04-9-8 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پرمیری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیرمنقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیرمنقولہ کوئی نہیں ہے۔اس وقت مجھے مبلغ -/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جوبھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدرانجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔اوراگراس کے بعدکوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کوکرتا رہوں گا اوراس پربھی وصیت حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جاوے۔العبد نبی احمد گواہ شدنمبر 1 حافظ رضوان احمد ولد رانا محمود احمد بیوت الحمد گواہ شدنمبر 2 وحید احمد ولد غلام قادر بیوت الحمد

بقیہ صفحہ 5

اور یہ شعر ہمیں خاص طور پر پسند ہے

جنگ یہ بڑھ کر ہے جنگ روس اور جاپان سے
میں غریب اور ہے مقابل پر حریف نامدار

باقی اشعار بھی بہت ہی زبردست ہیں۔ کس کس کا ذکر اس چھوٹے سے مضمون میں کیا جائے۔ اب مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت ہی چنیدہ اشعار کو نقل کر کے مضمون کی یہ تحریر یہیں ختم کر دی جائے۔

بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار
کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
مہر و مہ کی آنکھ غم سے ہو گئی تاریک و تار
سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار
تشنہ بیٹھے ہو کنار جوئے شیریں حیف ہے
سر زمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار
وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار
دیکھ کر لوگوں کا جوش وغیظ مت کچھ غم کرو
شدت گرمی کا ہے محتاج باران بہار
اس جہاں، میں خواہش آزادگی بے سود ہے
اک تری قید محبت ہے جو کر دے رستگار
یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار

بقیہ صفحہ 2

پُرآب آپ سے یہ خواہش سن کر کہ ریویو کو میں نے ہی لکھنا شروع کیا تھا۔ اب چندروز کی بات ہے یہ شرف مجھ سے نہ لیا جائے۔ انہیں تسلی دلائی کہ آپ ہی اسے لکھا کریں گے۔ چنانچہ وہی لکھتے رہے جب تک کہ لکھ سکے۔ آخر عمر میں ایک معمولی سی دوکان اپنے مکان ہی میں کر لی تھی۔ اور قطعات بھی لکھتے تھے۔ وہ فارغ اوقات میں خصوصاً صبح شام جان محمد چھٹی رساں کے ساتھ مل کر درثمین کے اشعار خوش الحانی سے پڑھا کرتے تھے۔ ابتداء میں احمدیہ چوک کے ملحقہ کچے چبارہ میں رہتے تھے۔ اور کئی لوگ سننے کے لئے نیچے کھڑے ہو جاتے۔ منشی صاحب نے آخیر تک اپنی وضع قطع کو قائم رکھا پٹے رکھتے مایہ لگی ہوئی ہلکے رنگ کی پگڑی گلے میں دوپٹہ۔ کرتہ۔ تہمد۔ ان کے بڑے لڑکے کا نام رحمت اللہ ہے آجکل غالباً سندھ میں ماسٹر ہیں۔ بہت مخلص ہیں بچپن کی چھ سات سال کی عمر ہو گی۔ ظہر کے وقت (بیت) مبارک میں آئے۔ منشی صاحب نے حضور مسیح موعود عرض کیا یہ میرا لڑکا ہے۔ رحمت اللہ نے خوش الحانی سے یہ شعر پڑھا۔

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اور آخری فقرہ میں آگے بڑھ کر حضرت اقدس کو ہاتھ لگایا۔ حضور مسکرائے۔ منشی صاحب کو اولاد کی وفات کے صدمات اٹھانے پڑے جو بڑے صبر سے برداشت کئے ایک لڑکا پہلے فوت ہو گیا۔ پھر دوسرا جسے خلافت ثانیہ میں اس تحریک پر کہ مدرسہ احمدیہ میں بچوں کو دینیات پڑھائی جاوے۔ اسے مدرسہ احمدیہ میں ہائی سکول سے داخل کرا دیا۔ یہ لڑکا بہت ذہین شکیل و جمیل تھا۔ اور اپنے ہم عصر طلباء میں مقبول ناگاہ فوت ہو گیا۔ چودہ سال کے قریب عمر ہو گی۔ دفن کے بعد منشی صاحب تو پھر نہ آئے۔ مگر اکثر طلباء وغیرہ قبر پر کئی دن دعا کے لئے جاتے رہے حافظ سلیم اٹاوی نے ایک کتابچہ شائع کیا۔ پھر منشی صاحب نے اپنے پوتے کو اپنی تربیت میں لے لیا ایک تحریک حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے ہونے پر چھوٹی سی عمر میں تعلیم چھوڑ کر نیوی میں بھرتی ہو گیا اور تھوڑی مدت کے بعد وہ بھی فوت ہو گیا۔ یہ صدمہ بھی منشی صاحب نے صبر جمیل سے برداشت کیا یہ لڑکا بہت نیک خوش خصال تھا۔ ایک نوعمر مہاشہ غالباً یوگندر پال نام کو سعادت دارین قادیان لے آئی۔ محمد عمر نام پایا۔ ہندی سنسکرت میں کچھ شد بد تھی۔ اس میں امتحان پاس کئے۔ زباں سراسر ہندی تھی مگر توغل فی الدین اور صحبت علماء صالحین سے بہرہ اندوز ہو کر مولوی فاضل پاس کر لیا تو............ کو جو بے درد بے گھر بے زر ہوں رشتہ دینے میں اکثر کو تامل ہوتا ہے۔ احمدیت میں یہ بات بہت کم ہے۔ منشی صاحب مرحوم نے جرأت اخلاص سے اپنی لڑکی کو ان کے حبالہ نکاح میں دے دیا اور یہ شادی خانہ آبادی موجب برکات ہوئی............ چونکہ پریس سے میرا چالیس سال سے زیادہ واسطہ رہا ہے۔ اس لئے میرا فرض تھا کہ چند کلمات تاسف ان کی وفات پر کہوں

(الفضل 11 ر جنوری 1953ء صفحہ 5)

حضرت منشی کرم علی صاحب نے حضرت مسیح موعود کی سخت زلزلہ سے متعلق پیشگوئی مورخہ 28 ر فروری 1907ء کو حضور انور کی زبان مبارک سے قبل از وقت سنی اس طرح آپ کو رب ذوالجلال کے ایک عظیم نشان کے گواہوں میں شامل ہونے کا قابل فخر اعزاز حاصل ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود نے آپ کا اسم گرامی اپنے قلم اعجاز رقم سے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 57 (طبع اول) میں تحریر فرمایا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

## دورہ نمائندہ مینیجر الفضل

مکرم شفیق احمد گھمن صاحب نمائندہ مینیجر الفضل توسیع اشاعت الفضل چندہ جات اور بقایا جات کی وصولی اور الفضل میں اشتہارات کی ترغیب کے سلسلہ میں اضلاع ہائے سندھ کے دورہ پر ہیں تمام احباب جماعت سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

(بقیہ صفحہ 1)

## نماز جنازہ غائب:

### مکرمہ شاہدہ رفیع صاحبہ

مکرمہ شاہدہ رفیع صاحبہ اہلیہ مکرم محمد رفیع بٹ صاحب 22 نومبر 2004ء کو بعمر 44 سال مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں۔ مرحومہ نہایت نیک، خدا ترس اور متقی خاتون تھیں۔

### مکرمہ زیب النساء صاحبہ

مکرمہ زیب النساء صاحبہ 8 دسمبر 2004ء کو 82 سال کی عمر میں بنگلہ دیش میں وفات پا گئیں۔ مرحومہ مکرم محمود احمد صاحب بنگالی امیر جماعت آسٹریلیا کی والدہ تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور قرآن کریم سے عشق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔ آپ کو حضرت مسیح موعود کے خاندان سے دلی محبت تھی اور جماعت کے لئے بھی آپ دعائیں کرتی رہتی تھیں۔

### مکرمہ طالعاں بی بی صاحبہ

مکرمہ طالعاں بی بی صاحبہ 30 نومبر 2004ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مرحومہ مکرم چوہدری محمد طفیل پٹواری صاحب مرحوم (درویش قادیان) کی اہلیہ تھیں۔ آپ نہایت صابر وشاکر، خاموش طبع، غریبوں کی ہمدرد اور دیندار خاتون تھیں۔ آپ نے پسماندگان

میں 4 بیٹے اور 2 بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اور تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرماتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

| ربوہ میں طلوع وغروب 12۔فروری 2005ء | |
|---|---|
| طلوع فجر | 5:29 |
| طلوع آفتاب | 6:52 |
| زوال آفتاب | 12:23 |
| وقت عصر | 4:15 |
| غروب آفتاب | 5:54 |
| وقت عشاء | 7:17 |

## درخواست دعا

مکرمہ امۃ الحکیم لئیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم منیر احمد صاحب منیب دارالعلوم غربی ربوہ لکھتی ہیں۔ میری چھوٹی بہن امۃ السمیع راشدہ صاحبہ بنت حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری اہلیہ مکرم منصور احمد صاحب عمر مربی سلسلہ دو ہفتہ C.M.H میں داخل رہنے کے بعد مورخہ 8 فروری 2005ء کو ربوہ اپنے گھر آ گئی ہیں۔ ہسپتال میں ان کے دو آپریشن ہوئے۔ دوران خون بازو میں کلائی تک بحال ہو گیا ہے مگر ہاتھ میں حرکت شروع نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کاملہ والی فعال زندگی عطا فرمائے اور ہر پیچیدگی سے بچائے۔ دان کا نگہبان ہو۔ آمین

الرحمٰن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ فون دفتر: 214209
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمٰن

زری کے بہترین سوٹوں پر زبردست لوٹ سیل لگ گئی
فرحت علی جیولرز اینڈ زری ہاؤس
یادگار روڈ ربوہ فون: 04524-213158

CAS A BELLA
SOFA FABRIC- CURTAIN FABRIC- FURNITURE
HEAD OFFICE
1-Gilgit Block Fortress Stadium Lahore Cantt.
Ph:6650952, 6660047 Fax: 6655384
LAHORE
164-P Mini Market Gulberg. Ph:5755917, 5760550
Craze-1 Plaza, Opposit Adil Hospital Lcchs.
Ph:6675016, 6675017 E-mail:casabel@brain.net.pk
ISLAMABAD
Shop#3-8 Block 13-N Markaz F-7 Islamabad Ph:2650350-51
KARACHI
44/C 26th Street, Off Khayaba-e-Tauheed.
Commercial Area Defence. Ph:02-5867840-41